سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

کائنات کے ذرے ذرے میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهَا وَ مِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌ بِيۡضٌ وَّ حُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَا وَ غَرَابِيۡبُ سُوۡدٌ (فاطر:۲۷)

اے مخاطب کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ذریعے سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے اور اسی طرح پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں، بعض سفید بعض سرخ اور بعض نہ سفید نہ سرخ بلکہ بہت گہرے سیاہ۔

اللہ کی پہچان مگر کس طرح

محترم سامعین! اس پورے کائنات کا پروردگار، مولا و مالک ایک ہے اور اپنی وجود مسعود کیساتھ ہر جگہ موجود ہے، زمین کے ذرے سے لیکر عرش عظیم تک، سمندروں کے تہہ سے لیکر اوپر کے سطح تک جو بھی مخلوق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے زیر تصرف اور قبضہ قدرت میں ہے، کوئی بھی پوشیدہ چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کوئی بڑی مخلوق اس سے بڑی نہیں لَا يَخۡفٰى عَلَيۡهِ شَىۡءٌ (ال عمران:٤) عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَ الشَّهَادَةِ الۡكَبِيۡرُ الۡمُتَعَالِ (الرعد:۹)

خداوند قدوس کی ذات بابرکت دلائل سے نہیں پہچانا جاتا نہ ہی اس کی تصرف دلائل پر موقوف ہے، خدا کی ذات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے والوں نے ہمیشہ ٹھوکر کھائی ہے۔ وہ ذات مستودہ صفات کی ایک مخفی دباؤ اور خطرات سے پہچانا جاتا ہے۔ دنیا کی انسانوں میں دہریوں کے ماسوا تمام انسان خدا کے وجود کے قائل چلے آرہے ہیں، مشرکین مکہ بھی خدا کے وجود کے منکر نہیں تھے باوجود یہ کہ وہ لوگ بت پرست تھے اور کہا کرتے تھے

مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى (زمر:۳)

ہم اس لئے ان خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں۔

بہرحال دنیا میں دہری لوگ ہی ایسے احمق اور بیوقوف ہیں جو خدا کے وجود ہی کے منکر ہیں،

چونکہ دہر کہتے ہیں زمانے کو۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا (الدھر: ۱)

کیا انسان پر ایک وقت ایسا نہیں آیا تھا کہ وہ کچھ بھی قابل اعتبار شے نہیں تھا،

تو یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ کائنات زمین، آسمان، انسان، حیوان، خود بخود وجود میں آچکے ہیں اور آسکتے ہیں، اس دھرتی کا بنانے والا کوئی نہیں۔ سارا نظام یوں ہی بغیر چلانے والے کے چلتی ہے جو کچھ ہوا ہے اور ہورہا ہے، زمانے ہی کی وجہ سے ہوا ہے اور ہورہا ہے۔

امام اعظمؒ کا ایک دہری سے مناظرہ

کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ بادشاہ وقت مہدی کے زمانے میں ایک دھری نے دربار شاہی میں آکر بابانگ دہل اعلان کردیا کہ اس کائنات کا بنانے والا اور چلانے والا کوئی نہیں، یہ از خود بنی ہے، اور از خود چل رہی ہے گو اس بات پر اگر کوئی شخص مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہے تو میں حاضر ہوں۔ تمہارے سب سے بڑے مذہبی پیشوا کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں، بادشاہ وقت نے جب اتنا بڑا چیلنج کا سنا تو درباریوں سے عرض کیا کہ اس وقت سب سے بڑا مذہبی اور مسلمان عالم دین کو بلایا جائے تو لوگوں نے امام اعظم کا پتا بتادیا۔ تو آپ نے اُسے بلانے کے لئے ایک ایلچی بھیجا، قاصد نے آکر امام ابوحنیفہؒ کو بادشاہ سلامت کا حکم نامہ پہونچایا اور فوراً دربار عالی کو برائے مناظرہ طلب کردیا، امام اعظمؒ نے ایلچی سے کہا کہ آپ اس وقت جاسکتے ہیں۔ بادشاہ کو عرض کرنا کہ میں آرہا ہوں۔

امام اعظمؒ کی دیر سے آمد پر بادشاہ اور لوگوں کی تشویش

ایلچی نے آکر امامؒ کے آجانے کا اطلاع دی، اب بادشاہ وقت اور تمام درباری حضرات انتظار میں ہے کہ کب امام صاحب تشریف لاتے ہیں۔ وقت گزرتا گیا، امام صاحب لاپتہ ہے۔ اب ظہر سے عصر تک، عصر سے مغرب تک اور مغرب سے عشاء تک وقت گزرگیا، امام اعظم نہیں آئے۔ رات کا اندھیرا جب خوب چھا گیا، تو اس دہری نے دربار عالیہ میں حاضرین کو طعنے دینے شروع کردیئے اور بہت ہی شیخی دکھانے لگے، کہاں گیا تمہارا امام، وہ تو مناظرہ سے بھاگ چکے ہیں، وہ کبھی بھی نہیں آئیں گے، وغیرہ وغیرہ باتیں کرنے لگے۔ اب سارے مسلمان بھی خفا و حیران بادشاہ بھی پریشان، اتنے میں امام اعظمؒ نے دربار شاہی میں قدم رکھا، حاکم وقت نے امامؒ سے فرمایا پہلے تو تاخیر سے آنے کی وجہ بتائیں پھر بعد میں سلام وکلام ہوگی۔

امام اعظمؒ کا جواب

امام صاحب نے فرمایا میں نے جلدی آنے کا وعدہ کیا تھا،لیکن جب سے میں روانہ ہوا تو راستہ میں دریائے دجلہ ہے، یہاں آ کر میں نے ایک ایسا عجیب وغریب واقعہ دیکھا جو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، نہ ہی کسی اور نے دیکھا ہوگا۔فرمایا اچھا کون سا عجیب واقعہ پہلے تو واقعہ سنایا جائے بعد میں مناظرہ ہو گا۔امام اعظم کی بات سن کر حاضرین ہمہ تن گوش بہ ہوش ہوگئے۔ جب سب کا اشتیاق حد سے بڑھ گیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب میں اس دریا کے کنارے پر پہونچا تو میرے پاس سواری کی کوئی صورت نہیں تھی، نہ ہی کوئی کشتی وہاں موجود تھی میں حیرت میں تھا کہ کس طرح دریائے دجلہ عبور کروں اور پار جاؤں، اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ دریا کہ درمیان میں سے خود بخود ایک بڑا درخت نمودار ہوا اور خود بخود وہ کٹنا شروع ہوا۔اب تختے بننا شروع ہوئے پھر ایک تختہ دوسرے کے ساتھ اس طرح خود بخود جڑنے لگا جس طرح کوئی بڑھئی جڑتا ہے، پھر کیا دیکھتا ہوں کہ آن کی آن میں بہت ہی بڑی اور خوبصورت کشتی بن گئی اور اندر سے لوہے اور پیتل کے کیل نمودار ہوئے، اور تختوں میں خود بخود ٹھونس گئے، پھر اچانک ایک قسم کا روغن سریش (گوند) ظاہر ہوئے اور کشتی کے تختوں کے درمیان خلا بھر گئے تاکہ پانی کشتی کے اندر نہ آجائے ، میں سوچ رہا تھا کہ یا اللہ! یہ کیا ماجرا ہے کہ اچانک کشتی خود ہی میرے پاس آ کر جھک گئی اور مجھے سوار کرنا چاہا۔تب میں کشتی میں سوار ہوکر کشتی دریا کی دوسری جانب از خود بلا کشتی بان کے آ کے رک گئی اور میں اتر کر آ گیا۔تو اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر میں کئی گھنٹے تک سوچتا رہا اور یہ بات اب بھی میرے سمجھ میں نہیں آ رہی کہ یہ کیا ماجرا تھا؟

دہری کا جواب

معزز سامعین! یہ گفتگو سن کر دہری بدبخت کرسی پر اچھلنے لگا اور کہا یہ ہے تمہارا سب سے بڑا عالم دین سب سے بڑے مذہبی سکالر جو بچوں کی سی باتیں کرتا ہے، اس سے بڑا جاہل تو کوئی نہیں۔

امام اعظم کا مسکت جواب

محترم حاضرین! امام اعظمؒ عوض پرواز ہوئے سن اے بیوقوف! اگر یہ جاہل کی بات ہے، بے وقوف کی باتیں ہیں نادان کی گفتگو ہے تو پھر تجھ سے بڑا بے وقوف، تجھ سے بڑا نادان، تجھ سے بڑا جاہل کوئی نہیں۔ اگر ایک چھوٹی سی کشتی بغیر بڑھئی کے بن نہیں سکتی، بغیر ملاح کے چل نہیں سکتی تو پھر اتنا بڑا جہان پوری کائنات جس میں آسمان بھی ہے زمین، سورج، چاند بھی ہیں اور ستارے اور دریا بھی ہیں اور خشکی بھی دن رات بھی۔لوگ مر بھی جاتے ہیں اور پیدا بھی ہو جاتے ہیں ، کیا یہ سب کچھ اپنی مرضی سے خود بخود ہوسکتا

ہے، اس کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں فبھت الذی کفر دہری اپنا سامنہ لے کر بھاگ گیا، اوراس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

محترم سامعین! میں عرض کررہا تھا کہ اللہ کی ذات موجود ہے اور ہر جگہ موجود ہے وہ یکتا اور بے ہمتا ہے، سمجھ میں نہیں آسکتا لیکن دل میں آسکتا ہے۔ اکبرالہ آبادی کہا کرتے تھے

تو دل میں تو آتا ہے ، سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان ہی ہے

خدا کے وجود پر امام شافعیؒ کی دلیل

امام شافعیؒ سے کسی نے پوچھا حضرت آپ نے خدا کی ذات کو کیسے پہچانا؟ فرمایا بہت آسان طریقے سے میں نے اپنے رب کو پہچانا، وہ یہ کہ میں نے شہتوت کے پتے پر سوچا کہ جب اس کو بکری کھا جاتی ہے تواس سے مینگنی پیدا ہوجاتی ہے اور جب انہی پتے کو ریشم کا کیڑا استعمال کرے تواس سے ریشم جیسی قیمتی دھاگہ بن جاتا ہے اور جب اس پتے کو پہاڑ کی ہرن کھا جاتی تواس سے مشک وعنبر پیدا ہوتی ہے، جب ہرن کی ناف میں خون جم جاتا ہے تو اس کو پتہ ہی نہیں لگتی کہ میرے اندر دنیا کی سب سے قیمتی ترین خوشبو چھپی ہوئی ہے، تواس ایک ہی پتے کے اندر یہ مختلف حیثیتیں کس نے پیدا کی اس لئے میں سمجھ گیا کہ ضرور کوئی مخفی طاقت ہے جو اس طرح محیر العقول کام سرانجام دیتا ہے اور وہ ہے اللہ رب العزت کی ذات۔

اللہ کے وجود پر امام احمد حنبل

محترم حاضرین! اس طرح امام احمد حنبلؒ سے کسی نے سوال کیا، حضرت! خدا کی ذات کو آپ نے کیسے پہچانا؟ فرمایا میں ایک سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ سامنے میں نے ایک چاندی کا، ایک عجیب وغریب محل دیکھا جو چاروں طرف سے بند ہے، اوپر نیچے بھی کوئی کھڑکی اور چھوٹا سا سوراخ بھی نہیں۔ پھراس محل کے اندر سونے کا ایک اور کمرہ تھا اس میں کوئی دروازہ ، کوئی کھڑکی اور کوئی سوراخ نہیں، پھراچانک یہ محل ٹوٹا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اوراس کے اندر سے ایک زندہ اور سمجھ دار جانور برآمد ہوگیا تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ جانور اپنی مادری زبان بھی بولتی ہے اپنی خوراک بھی جان سکتی ہے، دوست اور دشمن کی تمیز بھی کرسکتی ہے، چونکہ میں حیران ہوا کہ اس بند کوٹھڑی میں اس جانور کو یہ سب کچھ کس نے سکھایا اوراس کو اس محل میں جہان نہ پانی ہے نہ ہوا کی گزر، نہ ہی کوئی غمخوار، وغمگسار لوگوں نے کہا حضرت! ایسی محل تو آج تک کسی نے دیکھا اور نہ اس کا حال سنا ہے، پہلے یہ بتایئے کہ اس طرح کا یہ محل ہے کہاں۔

فرمایا یہ سب نے دیکھا ہے، ہر کسی کو پتہ ہے سب اس کو جانتے ہیں یہ محل مرغی کا انڈا ہے، جو تمام جانب سے بند ہے، اسمیں کوئی سوراخ اور اندر جانے کا راستہ نہیں ہے، پھر اس کے اندر جو زردی ہے اس کے اندر سے مرغی کا بچہ انیس دن کے بعد نکلتا ہے، اپنی خوراک بھی جانتا ہے، بلی کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے کہ یہ اس کی دشمن ہے۔ لہٰذا یہ سب تعلیم اس بند کوٹھڑی میں اس بچے کو کس نے دی؟ معلوم ہوا ایک مخفی ذات ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور وہ اللہ رب العزت کی ذات ہے، اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں بتادیا تو دلائل کی بجائے مشاہدات کی طرف توجہ دلائی ہے۔

دلائل قدرت الٰہی

معزز سامعین! یہ ساری موجودات ہی دلائل قدرت ہیں، اگر کوئی شخص اللہ کو پہچاننا چاہے تو ایک سے پہچان سکتا ہے، اپنی ذات پر غور کر کے بھی خدا کی ذات پہچان سکتی ہے لیکن اگر کوئی توجہ ہی نہ دے، غور و فکر ہی نہ کرے تو وہ خدا کی ذات کو خاک پہچان لے گا۔

علامہ جامی نے کیا خوب فرمایا ہے......

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورق دفتر است معرفت کردگار

قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ○ ءَ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ○ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ○ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(واقعة: ٨٥ تا ٦١)

اچھا پھر یہ بتلاؤ جو عورتوں کے رحم میں (منی) پہنچاتے ہو، اس کو تم بناتے ہو، یا ہم بنانے والے ہیں ہم ہی نے تمہارے درمیان (مدت معین) پر ٹھہرایا اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ تمہارے جیسے اور آدمی پیدا کیں، اور تم کو ایسی صورت میں بنادے جن کو تم جانتے نہیں۔

رحم مادر میں پانی کے قطرے سے خوبصورت انسان کو کون بنادیتا ہے؟ جدید سائنس کہتی ہے کہ ماں اور باپ کے یہ مشترک مواد جس میں لاکھوں کی تعداد چھوٹے چھوٹے جرثومے ہوتے ہیں، جو بعض تو زندہ ہوتے ہیں بعض مردہ جب ٦٠ فیصد سے زیادہ جرثومے سے مردہ ہوں تو پھر جینے کی شکل پیدا ہوئی ہے، بلکہ اولاد ایسے بندے کا ہوتا ہی نہیں، یہ جرثومے خوردبین کی مدد سے دیکھے جاسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان جرثوموں سے انسان کو پیدا فرما دیتا ہے، ایسی حال میں کہ باپ کو پتہ ہے نہ ماں کو کہ اب اس کے پیٹ

کے اندر بچے کے کون سا عضو تیار ہو رہا ہے، اپنی کامل قدرت سے زندہ جاوید بچہ پیدا فرما دیتا ہے، جو آہستہ آہستہ بڑھ کر پورے کائنات پر قبضہ جما دیتا ہے، چاند ستاروں، فضاؤں، دریاؤں، خشکی، تری، حیوانات، نباتات، جمادات غرض تمام کائنات کو مسخر کر کے زیر تسلط لاتا ہے، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوتا ہے، پھر ذرہ آگے ارشاد فرماتے ہیں

أَفَرَأَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُونَ ۝ ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهٗٓ أَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُونَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝ (الواقعة: ٦٣ تا ٦٥)

اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ تم جو کچھ تخم وغیرہ بوتے ہوں اس کو تم اُگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں اس پیداوار کو چورا چورا کرائیں پھر تم متعجب ہوکر رہ جائیں گے۔

تو زمیندار زمین کے اندر دانہ ڈال کر بے فکر ہو جاتا ہے اس کو یہ بھی نہیں خبر کہ دانہ سیدھا پڑا ہے یا الٹا۔ اس دانے کو چیونٹی کھا گیا یا وہ سڑ کر بے فائدہ بنایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اس دانے کو اگا کر سرسبز وشاداب بنا دیتا ہے۔ اتنی بھاری مٹی کو وہ ایک باریک کونپل باسانی چیرتی ہے، یہ سب کچھ بغیر ذات باری تعالیٰ کے کوئی نہیں کر سکتا، پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر اس پیداوار کو ہم چورا چورا کر دیں تو کوئی بھی طاقت اس پیداوار کو بچانے والا نہیں، اپنے دیکھا ہوگا کہ بہت اچھی فصل ہوتی ہے کھیت لہلہاتے نظر آتے ہیں، فصل کا بالکل شباب کا موسم ہوتا ہے، زمیندار خوش وخرم ہوتے ہیں، کہتے ہیں کہ اس بار بہت اچھی فصل ہے، زیادہ سے زیادہ منافع کمائیں گے لیکن پھر اچانک اس فصل کو کیڑا لگ جاتا ہے، اور اس کو نیست ونابود کر دیتی ہے یا کوئی آسمانی آفت آجاتی ہے۔ تب بھی فصل کا نام ونشان مٹ جاتا ہے تو اس مذکورہ آیت میں یہیں فرمایا کہ اگر ہم اس پیداوار کو چورا چورا کر دیں، تو تم متعجب ہوکر رہ جاؤ گے کہ یہ کیا ہوا، اور ہمارے ارادے کیا تھے۔

اللہ کی پہچان کا آسان طریقہ ایک عارف کا قول

معزز دوستو! اسلئے میں عرض کر رہا تھا کہ خداوند قدوس کی ذات مستودہ صفات موجود ہے، سب کچھ اس کے ارادے سے ہوتے ہیں۔ ایک پتہ تک نہیں ہل سکتا، جب تک وہ نہ چاہے، کسی عارف کا قول ہے کہ تم خدا کو اس بات سے پہچانو کہ جب تم ارادہ کر لو کہیں جانے کا اور تم کو جانا کہیں اور پڑے۔ مثلاً میں چاہتا ہوں کہ کل کراچی چلا جاؤں گا کل کو اچانک مجھے لاہور جانا پڑتا ہے، کوئی بھی تاجر مال مثال میں نقصان کو نہیں چاہے گا مگر پھر بھی نقصان کر دیتا ہے۔ کوئی بھی بندہ بیماری اور موت کو نہیں چاہتا پھر بھی بیمار ہوتا ہے اور مرتا بھی ہے، اس لئے فرمایا تم اپنے پروردگار کو اپنے ارادوں کے تبدیل کرانے سے پہچانو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین